

# کیا غیر مسلم کو کافر کہنا شدت پسندی ہے؟



دارالافتاء اہل سنت  
Darul Ifta Ahle Sunnat

تاریخ: 22.09.2025

ریفرنس نمبر: FSD-9533

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض غیر مسلم یہ جملہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ مسلمان، غیر مسلموں کو کافر کہتے ہیں، انہیں کافر کہنا شدت پسندی ہے، انہیں صرف غیر مسلم کہنا چاہیے، مسلمان انہیں کافر کہہ کر اتنی شدت کیوں کرتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عام طور پر مسلمان کو مسلمان اور جو مسلمان نہ ہو اسے غیر مسلم یا اس کے مذہب کے اعتبار سے ہندو، عیسائی، سکھ وغیرہ کہا جاتا ہے، بطور خاص کسی کو کافر کہنے کا التزام نہیں ہے کہ خواہی نخو اہی کافر ہی کہا جائے گا اور کسی موقع و محل کی مناسبت سے جب غیر مسلموں کو کافر کہا جاتا ہے، تو وہاں عمومی طور پر شدت یا گالی کے طور پر نہیں، بلکہ لفظ ”کافر“ چونکہ ایک شرعی اصطلاح، حکم شرعی اور اسلامی عقیدے و نظریے کا اظہار ہے کہ جو شخص دین اسلام کا منکر ہے اسے شریعت کی اصطلاح میں کافر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دین اسلام میں غیر مسلم کو کافر کے لفظ ہی سے یاد کرنا ضروری نہیں بلکہ ان کے مذاہب کے اعتبار سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے سب سے بڑی دلیل قرآن مجید میں موجود ہے کہ قرآن میں یہودیوں، عیسائیوں، آتش پرستوں، ستارہ پرستوں اور مشرکوں کو ان ہی الفاظ کے ساتھ بیسیوں مقامات پر

ذکر کیا گیا ہے، ہر جگہ کافر کہنے کا التزام نہیں۔ آئیے آیات ملاحظہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّبِيَّانَ مَنِ امْنٍ بِاللَّهِ وَ  
الْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ ترجمہ کنز العرفان:  
بیشک ایمان والوں، نیز یہودیوں اور عیسائیوں اور ستاروں کی پوجا کرنے والوں میں سے جو بھی سچے دل سے  
اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں اور نیک کام کریں تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور  
ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (سورۃ البقرہ، آیت 62)

ایک جگہ فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّبِيَّانَ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ  
أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ ترجمہ کنز العرفان: بیشک مسلمان  
اور یہودی اور ستاروں کی پوجا کرنے والے اور عیسائی اور آگ کی پوجا کرنے والے اور مشرک بیشک اللہ  
ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا، بیشک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (سورۃ الحج، آیت 17)

ایک جگہ فرمایا: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيُّ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ  
بِأَفْوَاهِهِمْ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اور یہودیوں نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا  
ہے۔ یہ ان کی اپنے منہ سے کہی ہوئی بات ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت 30)

ایک جگہ فرمایا: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ  
بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور اس  
کے پیارے ہیں۔ اے حبیب! تم فرمادو: (اگر ایسا ہے تو) پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں پر عذاب کیوں دیتا  
ہے؟ بلکہ تم (بھی) اس کی مخلوق میں سے (عام) آدمی ہو۔ (سورۃ المائدہ، آیت 18)

ایک جگہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ  
بَعْضٍ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ (صرف) آپس میں ایک  
دوسرے کے دوست ہیں۔ (سورۃ المائدہ، آیت 51)

ایک جگہ فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ترجمہ

کنز العرفان: اللہ مشرکوں سے بری ہے اور اس کا رسول بھی، تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

(سورة التوبة، آیت 3)

یہ چند آیات پیش کی ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں ہر جگہ غیر مسلموں کو کافر کے لفظ سے ہی بیان نہیں کیا گیا، بلکہ ان کے مذاہب کے نام سے ذکر کیا گیا ہے اور یہی آج تک مسلمانوں کا طریقہ ہے کہ جس کا جو مذہب ہے اسے اسی کے نام سے اکثر و بیشتر بیان کرتے ہیں کہ فلاں یہودی ہے، عیسائی ہے، ہندو ہے، سکھ ہے، بدھ مت کا پیروکار ہے وغیرہ۔

اب آئیے اگلی بات کی طرف کہ اگر کسی جگہ کسی کو کافر کہا جاتا ہے تو وہ بھی دین اسلام کی ایک قطعی درست اصطلاح ہے کہ ایمان و کفر کا شرعی معنی تو کچھ تفصیلی ہے، لیکن اس میں الفاظ کا لغوی معنی بھی موجود ہوتا ہے۔ ایمان کا لغوی معنی ”تہدیق کرنا“ ہے اور کفر کا معنی ”انکار کرنا“ ہے۔ اس لئے دین اسلام کے ماننے والے کو مومن اور انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ یہ توسیدھا سیدھا الفاظ کو ان کے معانی میں استعمال کرنا ہے اور یہی ”مومن“ اور ”کافر“ شرعی اصطلاحات بھی ہیں۔

معلوم ہوا کہ لفظ ”کافر“ اپنی اصل و وضع کے اعتبار سے گالی یا شدت کا اظہار نہیں، بلکہ شرعی اصطلاح کا استعمال و اظہار ہے، جیسا کہ خود قرآن مجید میں اسلام کے قطعی عقیدے کے انکار پر کفر کا لفظ موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک کا بیٹا کہنے والوں کو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے، جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔ (سورة المائدة، آیت 72)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کفر کرنے والے کو کافر کہنا قرآن مجید کا عمومی اسلوب ہے اور ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے درمیان فرق کے طور پر ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ کسی خاص پس منظر اور صورت حال میں شدت کے طور پر کسی کو کافر کہا گیا ہو یا کہا جائے تو یہ عمومی مقصد نہیں، بلکہ خاص اس صورت حال کا تقاضا ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر مذکور آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہنے کی تردید شدت کے ساتھ بیان کی گئی کیونکہ یہ بات کوئی معمولی نہیں کہ

خدا کے بندے کو خدا کہہ دیا جائے تو اس پر یقیناً شدت کے ساتھ تردید ہونی چاہیے جیسا کہ آیت میں کی گئی۔

جب کوئی مسلمان حکم شرعی کے اظہار کے لیے کسی کافر کو کافر کہتا ہے، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ اس کی اجازت، بلکہ حکم خالق کائنات عزوجل نے دیا ہے، بلکہ خود بھی کافروں کو کافر کہہ کر خطاب فرمایا، لہذا وقتِ ضرورت عقائدِ اسلامیہ کے منکر کو کافر کہنا اس کے عقائد کی اصل تعبیر ہے، چنانچہ اللہ پاک نے خود کافروں کو کافر کہہ کر خطاب فرمایا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ رب العباد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے کافرو! آج تم بہانے نہ بناؤ۔

(سورة التحريم، آیت 7)

انبیائے کرام کو جھٹلانے والوں پر حکم کفر بیان کرتے ہوئے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا اَبَشْرٌ يَّهْدُوْنَ تَنَاكَفَرُوْا﴾ ترجمہ کنز العرفان: یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لاتے تو وہ کہتے: کیا آدمی ہماری رہنمائی کریں گے، تو انہوں نے کفر کیا (یعنی وہ کافر ہو گئے)۔

(سورة التغابن، آیت 6)

یونہی اللہ رب العزت نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور قرآن مجید کے عمومی حکم کے تحت تمام مسلمانوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ کافر کو کافر کہو، چنانچہ قرآن مجید میں ”سورة الکافرون“ کے نام سے پوری سورت نازل فرمائی، جس کی ابتدا ہی ان الفاظ سے ہوتی ہے: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ یعنی: تم (پکار کر) فرماؤ! اے کافرو! جنہیں تم پوجتے ہو، میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔

(سورة الکافرون، آیت 1، 2)

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ بھی کثیر آیات اور احادیث پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن اختصار کے پیش نظر ان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ یہ ذہن میں رکھیں کہ جہاں شدت کا موقع ہو وہاں کافر کہنا شدت کے مفہوم کو اپنے اندر لئے ہوئے ہو گا لیکن یہ نہیں کہ ہر جگہ صرف شدت ہی مقصود ہے بلکہ جیسا موقع ہو گا ویسا ہی مفہوم لیا جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ

عمومی زندگی میں بھی دس باتیں اگر نرمی سے ہوتی ہیں تو دو باتیں سختی سے بھی کی جاتی ہیں۔ یہ کلام کا فطری اسلوب، فصاحت و بلاغت کا تقاضا اور اظہارِ حقیقت کا درست طریقہ بیان ہے۔

دوسروں کو کافر کہنے کے حوالے سے عظیم فقیہ اسلام حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنادیتا ہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں جتنی دیر اسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کرو، یہ ثواب کی بات ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کر لو، مقصود یہ ہے کہ اسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً (یعنی یقینی طور پر) کافر کہو، نہ یہ کہ اپنی صلح کُل سے اس کے کفر پر پردہ ڈالو۔“

(بہارِ شریعت، حصہ 1، جلد 1، صفحہ 185، 186، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ایک اور انداز سے اس بات کو سمجھا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ دین اسلام میں خدا سے بغاوت، سرکشی اور اس کے دین کا انکار کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ بہت بڑا جرم ہے اور جرم کو اس کے نام سے ذکر کرنا غلط نہیں بلکہ دنیا بھر کا طریقہ ہے اگرچہ مجرم اس لفظ کو برا ہی سمجھے، مثلاً:

**(1)** اگر کوئی شخص کوئی جرم کرتا ہے، تو دنیا کا ہر قانون اس کو مجرم ہی کہے گا، خواہ مجرم کہتا

رہے کہ یہ لفظ شدت و گالی ہے۔

**(2)** اگر کوئی شخص کسی کامال چراتا یا لوٹتا ہے، تو اس کو چور یا ڈاکو ہی کہا جائے گا، اگرچہ چور،

ڈاکو اس لفظ کو اپنے لیے توہین سمجھیں۔

**(3)** اگر کوئی شخص ملکی خزانے میں کرپشن کرتا ہو، تو اسے کرپٹ ہی کہا جائے گا، اگرچہ وہ

اس کو اپنے لیے باعثِ عار سمجھے۔

**(4)** اگر معاذ اللہ! کوئی شخص زنا و بدکاری کا ارتکاب کرتا ہے، تو اسے زانی ہی کہا جائے گا،

خواہ وہ اس کو اپنے لیے ذلت کا باعث سمجھے۔

الغرض جب دنیاوی مجرم کو اس کی کیفیت کے مطابق لکھنا، بولنا عقلاً بھی درست ہے، توجو

شخص ضروریاتِ دین کا انکار کر کے خالق کائنات عزوجل کا مجرم ہے، اسے موقع و محل کی مناسبت سے کافر کہنا، کیونکر درست نہیں ہوگا؟

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

28 ربیع الاول 1447ھ / 22 ستمبر 2025ء